© rasailojaraid.com

سید اکرام الحق جاوید

پاکستان کی ثقافت۔ کوئی منزل ہے نہ راہبر

ہوسکتا ہے کہ دنیا میں ہماری طرح کی اور قومیں بھی ہوں کہ جن کی اپنی ثقافت نہ ہو۔ وہ مانگے تانگے سے گزارہ کرتے ہیں۔ جیسے ہماری قومی زبان اردو ہے۔ یہ صرف ہمارے ایک ملک کی قومی زبان ہے۔ یہ کسی دوسرے ملک کی قومی زبان نہیں ہے۔ اور جس طرح اردو کے معنی ''لشکری زبان ہے'' اور جو کئی زبانوں کے مجموعے کا نام ہے بالکل اسی طرح ہماری ثقافت بھی کئی ثقافتوں کا امتزاج ہے۔ ہمیں لے دے کے دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔ 1947 میں پاکستان بنا اور اسی روز سے پاکستانی ثقافت کا بیج بویا گیا۔ ہماری ثقافت چونکہ نئی نئی معرض وجود میں آئی تھی چنانچہ اس میں مشرقی پنجاب اور بھارت کے کئی اضلاع سے آنے والے کروڑوں مہاجرین کی زبان، رہن سہن، بولی ٹھولی اور ان کی مشکلات کا بڑا حصہ شامل ہے۔ مہاجرین اور لوکل تہذیبوں نے مل کر مختلف علاقوں میں مشترکہ ثقافتوں کو جنم دیا۔ پھر چاروں صوبوں کی اپنی اپنی صدیوں پرانی تہذیبوں کو بھی اپنا اپنا تشخص برقرار رکھنا تھا۔ یہ تو اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان کے صوبے ہی چار ہیں۔ زیادہ ہوتے تو تہذیبی و ثقافتی اختلافات زیادہ کھڑے ہو جاتے۔ چونکہ ہماری طرح کا تشکیل پانے والا دنیا میں کوئی دوسرا ملک نہیں لہذا مسائل کو برداشت کرنے میں کوئی ہماری طرح کی قوم نہیں ہے۔ اس خطے میں ایرانی۔ یونانی، آریائی اور ہندو تہذیب کے اثرات رہے ہیں ہاں البتہ اسلامی تہذیب کے نقوش اس برصغیر میں مسلمان تاجروں، مبلغوں اور جرنیلوں کے ساتھ آئے۔ مغل بادشاہوں نے مسلمان ہونے کے ناطے کچھ اقدامات کئے لیکن وہ بھی خالصتاً اسلامی تہذیب رواج نہ دے سکے۔ اب ہماری تہذیب اسی طرح کی ہے کہ جیسے اسمبلڈ گاڑیاں ہوں۔ پرزے کسی ملک کے، باڈی کسی دیس کی، ٹائر کہیں کے اور رنگ و روغن کسی علاقے کا بس گاڑی پر لکھا MADE IN PAKISTAN جاتا ہے۔ جو میڈ ان پاکستان تہذیب ہے وہ اگرچہ ''لا الہ الا اللہ'' کے جذبے سے سرشار لوگوں کی ہے لیکن اس میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہ ہوسکا۔ 1970ء کے نئے جمہوری نظام کی داغ بیل پڑتے ہی ہماری تہذیبی اکائیوں کی کونپلیں بھی پھوٹنے لگیں۔ چنانچہ بھٹو دور میں پاکستانی تہذیب کو روشناس اور اجاگر کرنے کیلئے مختلف علاقائی رسم و رواج کو اجاگر کیا گیا۔ 1964 میں پی ٹی وی آیا اس نے بھی علاقائی بود و باش کو ٹیلی وائز کیا ہے جمالو ہماری تہذیب کا حصہ بنی 5 جولائی 1977 میں ثقافتی ورثے میں تلاوت اور نعت خوانی کا اضافہ ہوا (نحمده و نصلی علی رسوله الكريم) سے جو کلچر وجود میں آنے لگا اس میں افغان مہاجرین کی تہذیب کی آمیزش ہونے لگی۔ اور اب تک بھی پاکستان کی تہذیبی پہچان میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افغان رنگ واضح دکھائی دے رہا ہے۔نواز شریف، بے نظیر اور بے نظیر،نواز شریف ادوار میں ثقافتی محاذ پر کوئی یلغار دیکھنے میں نہیں آئی۔1999ء میں جو فوجی انقلاب آیا اس کے نتیجے میں ہمیں بہت سی تبدیلیاں دکھائی دے رہی ہیں۔نائن الیون کے بعد تو ہمیں اپنا ''سوفٹ فیس ''اس طرح سے تبدیل کرنا پڑا کہ ہم سے یکے بعد دیگرے بہت سی حماقتیں بھی سرزد ہونے لگیں صاف ظاہر ہے کہ اسلام کی تشکیل کردہ ثقافت میں تو نہ رقص ہے نہ موسیقی، اس کلچر میں عورتیں اپنا آپ دکھا سکتی ہیں نہ وہ لباس کی پابندیوں سے آزاد ہو سکتی ہیں۔مخلوط محفلیں جمتی ہیں نہ شراب کے دور چلتے ہیں۔اسلام کے کلچر میں بسنت نہ ہولی۔ڈھول بج سکتا ہے نہ شہنائی۔ہاں مگر عوامی دلچسپی کے کھیل ضرور کھیلے جاسکتے ہیں یا کھیلے جاسکتے ہوں گے۔کچھ علاقوں میں میلے ہوتے ہیں۔مخصوص تہوار منائے جاتے ہیں۔لیکن اب آ کر یہ پتہ چلا ہے کہ علاقائی تہذیبیں اور ہیں اور اسلام کی فکر کچھ اور ہے۔اس فرق کو واضح کرنے کیلئے وطن عزیز کی اسلامی قوتوں، دینی جماعتوں اور مدرسہ جاتی تنظیموں کو ایسی تہذیب جنم دے دینی چاہیے تھی۔جو 56 برس میں پل بڑھ کر تناور شجر بن جاتی اور سنگ میل کے طور پر منزل کا پتہ دیتی۔اب یہ کسے معلوم کہ فٹ بال، کرکٹ، والی بال، ٹینس، کیرم بورڈ اور ویڈیو گیمز اسلامی ہیں یا نہیں۔انسان کچھ نہ کچھ تو کھیلنا چاہتا ہے۔وہ کیا کرے؟ اگر یہ تمام کھیلیں ایسی ہیں کہ ان کو اسلامی یا غیر اسلامی کہے بغیر کھیلا جاسکتا ہے تو پھر دینی جماعتوں نے ''اسلامی کلچر ونگ'' بنا کر ان کو اپنی سیاسی یا دینی زندگی کا حصہ کیوں نہیں بنایا۔یہ کسے معلوم کہ اکھاڑے میں جا کر ڈنڈ اور بیٹھکیں لگانا ہماری تہذیب ہے کہ نہیں وہ لوگ جو قدم قدم پر ''یہ ہماری تہذیب نہیں ہے'' کے بورڈ لگا کر دوسروں کو کافر، ہندو اور امریکی کے طعنوں سے نوازتے نہیں تھکتے۔انہوں نے تہذیب کی تشکیل میں کیا کردار ادا کیا ہے۔حق اور کفر، سچ اور جھوٹ، اچھے اور برے کی تمیزوں کو روا رکھنے والے کہاں ہیں جو تہذیب کی تشکیل دے کر لوگوں کیلئے آسانیاں پیدا کریں۔دینی ہستیاں، نیک لوگ اور اکابر علماء۔کبھی میلوں ٹھیلوں میں دکھائی نہیں دیتے۔سٹیڈیم میں میچ دیکھنے وہ نہیں جاتے۔عوامی دلچسپی کے مراکز ان کی موجودگی سے محروم۔کلب اور ہوٹل ان کی علمی ضیا پاشیوں سے نا آشنا ہ۔

تہذیبیں گھروں، گلیوں، محلوں، دیہاتوں، شہروں اور علاقوں میں جنم لیتی ہیں۔ہر تہذیب اس علاقے کے لوگوں کی طرز زندگی کی نمائندگی کرتی ہے۔اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں تہذیب اسلامی ہے یا فلاں غیر اسلامی۔پھر ہماری تہذیب میں ''لا الٰہ الا اللہ'' کے نام پر شرک بھی شامل ہونے لگا۔چونکہ اس کی سرکوبی بروقت نہ کی جاسکی چنانچہ دربار اور عرس کلچر بھی نمایاں ہونے لگا۔اب جبکہ پاکستان میں ضلعی حکومتوں کا نیا سسٹم لاگو ہوا ہے۔جس کے مطابق ہر ضلعی حکومت اپنے ضلع کی تہذیب کو اجاگر کرنے میں خود مختار ہے۔وہ کونسا ضلع ہے کہ جس میں کوئی نامی گرامی دربار نہ ہو۔چنانچہ اس کو بنیاد بنا کر وہاں پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہونے والے میلے کے موقع پر ضلعی حکومت ایک چھٹی کر سکتی ہے۔اس طرح شرک کی آمیزش ضلعی حکومت کی تہذیبی زندگی کا بڑا حصہ بننے لگی ہے۔جیسے لاہور میں علی ہجویری المعروف داتا دربار، پاکپتن میں بابا فرید، ملتان میں بہاؤالدین زکریا، وہاڑی میں دیوان صاحب، اسلام آباد میں بری امام۔علیٰ ھذا القیاس ہر ضلع میں تہذیب بنتی جا رہی ہے۔کلچر میں پھر ملنگ بابے الغوزوں والے، چمٹے والے، ڈھولکی والے، ڈھول والے، جھنڈے والے، چادر والے، ڈولی والے اور بھنگڑے والے اضافے پہ اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔عابدہ پروین، عطاء اللہ، شوکت علی اور عارف لوہار اسی پاکستانی تہذیب کو دوسرے تک پہنچانے کیلئے ملک ملک پھرتے ہیں۔

دینی جماعتیں جو صرف جنرل پرویز مشرف کو گالیاں دینے۔دیوث اور بے غیرت کہنے، کافر اور دشمن کا ایجنٹ قرار دینے کے سوا اور کچھ نہیں کر رہی ہیں یہ ان کا کام تھا کہ ملک میں مساجد اور مدارس کے قیام کے ساتھ ساتھ ''پاکستانی تہذیب'' بھی تیار کرتے۔آپ راہ چلتے کسی بھی عالم دین، دینی سکالر، اور پیر صاحب کو پوچھ لیں کہ اسلام کی تہذیب کیا ہے؟ تو وہ شاید گونگا بن جائے اور اس کی زبان ساکت ہو جائے۔دینی جماعتیں اپنا قصور تسلیم نہ کرنے کے جس رویے کو اپنائے ہوئی ہیں اس کے نتیجے میں پھر جو بھی جو کر ڈالے اس کا ہاتھ روکا نہیں جاسکتا۔جس طرح اذان دینا اور جماعت کرانا علماء اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ چاہے کوئی نماز کو آئے یا نہ آئے یہ ان کا دینی فریضہ ہے بالکل اسی طرح پاکستانی علماء کا فرض ہے کہ وہ قوم کو ''پاکستانی ثقافت'' سے روشناس کرائیں۔ورنہ پھر اگر میراتھن ریس ہوتی ہے تو منہ کس لئے کڑوا ہوتا ہے۔میراتھن ریس تو غیروں کی نقالی ہے۔ ''میڈ ان پاکستان'' ریس کون سی ہے؟ کیا رسول اللہؐ کے دور اقدس میں ثقافت کو دفن کر دیا گیا تھا؟؟؟ کیا اس وقت کھیل تماشے نہیں ہوتے تھے؟ کیا صحابہ کرامؓ ان (EVENTS) ایونٹس (پروگرام) میں شریک نہیں ہوا کرتے تھے؟ اگر جواب نہ میں ہے تو پھر علماء یہ بتائیں کہ اسلام کی تہذیب کیا ہے؟ اور اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ بتایا جائے کہ آج کے پرگراموں میں علماء کہاں اور کب شریک ہوتے ہیں۔اسلام کو صرف نماز روزے، حج زکوۃ اور نوافل تک محدود رکھنے سے لوگوں کی عوامی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔علماء کو اب یہ بتانا پڑے گا کہ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی اور سیکولر تہذیبوں کو چھوڑ کر یہ اسلامی تہذیب اپنانا ہوگی۔پاکستان جسے ہم اسلام کا قلعہ قرار دیتے ہیں، اس کی اپنی تہذیبی پہچان ہونی چاہیے۔چونکہ یہ اسلام کا قلعہ ہے اس لئے اس کہ پہچان کا دارومدار اور انحصار علماء کی طرف سے دیئے گئے ''ثقافتی پیکج'' پر ہوتا ہے۔آج کا ''کلمۃ الحرمین'' تمام علمائے امت اور صالح قیادتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کمی کو دور کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کریں اور پاکستان کو ''اسلام کی ثقافتی پہچان'' سے روشناس کرائیں۔جو کام 56 برس میں نہیں ہوسکا اس کی عدم موجودگی میں جو جو کام بھی پاکستانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثقافت میں ''پہچان'' قرار پائے وہ تمام کے تمام قابل معافی ہونے چاہئیں۔ ''حرمین'' کے صفحات اہل قلم کیلئے حاضر ہیں پاکستان ہماری پہچان ہے یہ ہماری نسلوں کی بھی نشاندہی کرتا رہے گا۔ اہل عرب اپنی صدیوں پرانی تہذیب پر فخر کرتے ہیں۔ اہل مصر خود کو فراعنہ کی اولاد کہہ کر گردن اونچی کرتے ہیں۔ بھارت کے عوام اپنے کلچر پر ناز کرتے نہیں تھکتے۔ ہمارے ہمسائے میں افغان تہذیب اب تک برقرار ہے۔ ایرانی اپنے کلچر کو اپناتے ہوئے گردن اکڑائے پھرتے ہیں۔ ہم کیا کریں؟ ہم کس پر ناز کریں؟ اگر اسلامی تہذیب جو نئی قوم کے طور پر ہمیں اپنانی ہے معرض وجود میں آ ہی نہیں سکی تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔ پھر کوئی ہاتھ عوام کو ان میلوں ٹھیلوں، کھیل تماشوں، علاقائی رقصوں اور بھنگڑوں سے نہیں روک سکتا۔ لوگ پھر جو کریں وہ حق بجانب ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کیا اپنے دروازے عوام پر نہیں کھول سکتی۔ بڑے بڑے مدارس کی فتویٰ ساز فیکٹریاں آخر کس لئے ہیں جب عوام کو قدم قدم منزل کے حصول کی رہنمائی کیلئے روشنی نہیں ملے گی تو وہ جس جس گڑھے میں چاہیں گرتے رہیں۔ ان کی قسمت، ان کا مقدر۔ آخر دینی جماعتیں کس لئے بنائی گئی ہیں؟ کیا ان کا کام صرف انتخابات میں حصہ لے کر رکن اسمبلی ہی بننا ہے؟؟؟؟ احسان دانش کا شعر صورتحال کی عکاسی کرتا ہے۔

منزل کا پتہ معلوم نہیں، ساتھی بھی نہیں راہبر بھی نہیں
تقدیر بتا تو نے مجھ کو کس موڑ پہ لا کر چھوڑ دیا

مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق صاحب کیلئے دعائے صحت

جامعہ علوم اثریہ جہلم کے مدیر حافظ احمد حقیق حفظہ اللہ آنکھ میں انفکشن ہو جانے کی وجہ سے ان دنوں صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر فیض احمد بھٹی صاحب کی مدینہ یونیورسٹی سے پاکستان واپسی

مورخہ 20 جون کو ڈاکٹر فیض احمد بھٹی صاحب جو کہ مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) میں زیر تعلیم ہیں۔ سالانہ تعطیلات کے موقع پر جامعہ علوم اثریہ جہلم تشریف لا چکے ہیں۔ یہاں تقریباً دو ماہ قیام کریں گے۔ دوران قیام وہ خطبات جمعہ کے علاوہ مختلف مساجد اہل حدیث جہلم میں دروس کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

احباب جماعت درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ **0544-613671**

© rasailojaraid.com